مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

درسِ حدیث

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہ حامدیہ چشتیہ رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

حضرت جعفرؓ کی حبشہ کو ہجرت، وہاں کے بادشاہ کا قبولِ اسلام
دنیا میں ''ابوالمساکین'' آخرت میں ''طیّار''

تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب

کیسٹ نمبر ۳۹/ سائیڈ اے ۸۴-۸-۱۷

الحمد للہ رب العلمین والصلٰوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

حضرت آقائے نامدار ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت جعفرؓ ابتداء میں مسلمان ہو گئے تھے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے۔ حدیث شریف میں ان کی عادتوں کا تذکرہ ہے کہ کان جعفر یحب المساکین و یجلس الیھم ویحدثھم ویحد ثونھم ان کے مزاج میں مساکین کے ساتھ ایک طرح کی ایسی شفقت تھی کہ مسکینوں کو محبوب رکھتے تھے مسکینوں کے پاس آکر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اب ایک آدمی جو کسمپُرسی کے عالم میں ہو اُس کا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ میرا کوئی پُرسانِ حال ملا ہے تو اس سے باتیں بھی کرتا ہے، اپنے دل کی بات کہتا ہے پریشانی کہتا ہے پریشانی کا حل ہو یا نہ ہو کہہ دینے سے اظہار کر دینے سے بھی نفسیاتی طور پر ایک طرح آدمی کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ گھر میں آدمی آتا ہے پریشان ہوتا ہے جانتا ہے کہ بیوی میری کیا مدد کر سکتی ہے وہ تو عورت ہے لیکن پھر بھی بیوی سے باتیں کرتا ہے، بچوں سے باتیں کر لیتا ہے، بیٹیوں سے باتیں کر لیتا ہے اس کا غم ہلکا ہو جاتا ہے۔ تو ان کی عادت یہ تھی کہ یہ تشریف فرما ہو جاتے تھے اور اُن کے پاس نادار قسم کے کسمپُرسی کے عالم میں مبتلاء صحابہ کرام ہوتے تھے اور ممکن ہے کہ غیر صحابی کے ساتھ بھی یہی سلوک کرتے ہوں کیونکہ جب آدمی کی ایک عادت ہوتی ہے تو پھر اُس میں عموم آجاتا ہے وہ ہر ایک کے لیے ہو جاتی ہے۔

اچھا مبلغ :

تو ایسی عادت والا بڑا اچھا مبلغ ہوتا ہے لوگ اس کے قریب آتے ہیں بیٹھتے ہیں اپنی بات کہتے ہیں وہ بات سُن لیتا ہے اور پھر اُن کو کوئی رائے دے دیتا ہے، شفقت سے پیش آتا ہے تبلیغ کا کام بہت بڑا ہو سکتا ہے۔

ہجرتِ حبشہ، بادشاہ کو شکایت اور نتائج :

اور انھوں نے (تبلیغ کا کام) کیا بھی ہے، جب ہجرت کی اجازت ملی تو یہ حضرات چلے گئے حبشہ وہاں وہ رہتے رہے ان سے مل کر لوگ مسلمان ہوئے اسلام میں داخل ہوئے لیکن ان کے لیے وہ غیر علاقہ تھا اجنبی لوگوں کا ملک تھا لیکن سکون ضرور تھا تو سکون کے ساتھ عبادت کرتے رہتے تھے۔ جب وہاں ان کے کچھ اثرات بڑھے تو پھر وہاں کے لوگوں نے بادشاہ سے بات کی اور شکایت کی کہ ایسے لوگ آئے ہیں جن کے عقائد ایسے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ لوگ وہ نہیں کہتے جو ہم لوگ کہتے ہیں، وہ تو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا دربار میں پہنچے تو وہاں باتیں کرتے رہے اور بادشاہ کو بتلایا کہ اسلام نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ان کی پیدائش کا واقعہ سورہ مریم میں ہے وہ تلاوت کر دیا۔ بادشاہ نے کہا یہ بات وہی ہے جو ہمارے یہاں انجیل میں ہے جو ہماری مذہبی اور صحیح بات ہے وہ یہی ہے جو انھوں نے کہی۔ اس کے بعد ملتے رہے ہوں گے یا جو بھی صورت ہوئی بادشاہ نے بہرحال اسلام قبول کر لیا۔

مشرکین کی جانب سے تعاقب :

ادھر ان کے پیچھے کفارِ مکہ نے حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جاؤ اُنھیں وہاں سے لاؤ یہ ہم سے بچ کر نکل گئے ہیں اور یہ بھی ہے کہ تبلیغ کر رہے ہوں گے، وہاں اگر طاقت بڑھ گئی تو بھی بُری بات ہے اس لیے ان کو کہیں جانے نہیں دینا چاہیے بلکہ اپنے ہی پاس رکھیں اور دبائے رکھیں اس لیے آپ جائیں اور وہاں سے لے کر آئیں۔ انھوں نے تحائف دیئے تاکہ یہ وہاں دوستی پیدا کر سکیں تعلقات بنا سکیں، خرچہ اور تحائف وغیرہ لے کر یہ وہاں پہنچ گئے تحائف ایسے لیے جو درباروالوں کے مناسبِ شان ہوں وزیروں کے یا خواصِ مملکت کے اور بادشاہ کے بھی کیونکہ بادشاہوں کے ہاں جاتے رہنا اور وہاں تقرب حاصل کرنا یہ ان لوگوں میں رہا تھا، قریش وغیرہ میں بڑے بڑے قبیلے جو تھے یہ ایسے کیا کرتے تھے تو انھیں طریقے آتے تھے آداب آتے تھے وہ وہاں پہنچ گئے اور وہاں جا کر دوستی پیدا کی۔

قریش کے نمائندوں کی بادشاہ سے ملاقات :

اور پھر مقصد ظاہر کیا تحفے تحائف لیے دیئے بادشاہ سے ٹائم مانگا تو اس نے وقت دے دیا۔ یہ بادشاہ کے پاس

گئے وہاں جو کچھ ہدایا پیش کرنے ہوں گے اپنی قوم کی طرف سے یا اہل قریش کی طرف سے وہ پیش کیے اور پھر انھوں نے اس کے سامنے سجدہ کیا تو طریقہ ان لوگوں کا یہی تھا اب رکوع کرتے تھے یا سجدہ کرتے تھے پورا جو بھی صورت ہوتی تھی وہ سجدہ ہی کہلاتی تھی اور رکوع کو بھی سجدہ کہتے ہیں۔ یہ جو قرآن پاک میں آیتیں آئی ہیں سجدہ کی اگر نماز پڑھتے وقت آدمی اس آیت کے بعد رکوع میں چلا جائے اور نیت کرے کہ میں اس آیت سجدہ کا سجدہ ادا کر رہا ہوں تو رکوع سے وہ سجدہ ادا ہو جائے گا، تو رکوع کا لفظ سجدہ پر اور سجدہ کا لفظ رکوع پر بولا جاتا ہے۔ جیسے تراویح میں ہوتا ہے کہ آیت سجدہ آئی اور امام نے بجائے اس کے کہ سجدہ کرے فقط رکوع کر لیا تو اس کی نیت کرنے سے رکوع میں وہ سجدہ تلاوت ادا ہو گیا تو عربوں میں اور دوسری جگہوں پر اس طرح کے مقامات پر جہاں جہاں ایسا ذکر آیا ہے رکوع کا لفظ سجدہ پر بولا گیا سجدہ کا لفظ رکوع پر بولا گیا۔ تو یہاں انھوں نے لمبا کیا رکوع یا سجدہ تو بادشاہ نے مہربانی سے پوچھا کیا بات ہے کیا چاہتے ہیں یہ؟ کیونکہ مقصد ان کا جو تھا وہ یہ تھا کہ بس میں کہوں گا اور بادشاہ فوراً پوری بات کر دے گا۔ انھوں نے کہا کہ جی ہمارے ہاں کچھ فسادی لوگ تھے ایسے خراب عقائد والے دین سے پھر گئے تھے وہ لوگ آپ کے یہاں آئے ہوئے ہیں ہم چاہتے ہیں آپ انھیں ہمارے حوالے کر دیں اور وہ واپس جائیں۔

بادشاہ کا ردِعمل :

بادشاہ کو یہ بات سُن کر بڑا غصہ آیا اور اس نے کہا ایسے اچھے لوگوں کو تم بُرا کہتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ میں انھیں تمہارے حوالے کر دوں یہ تو میں نہیں کروں گا اور غصہ میں اُس نے ایک چپت اپنے ہی منہ پر مارا۔ حضرت عمرو ابن العاصؓ کہتے ہیں میں تو سمجھا کہ اس کے ایسی جگہ لگا ہے وہ کہ اس کی ناک ہی شاید ٹوٹ گئی اور اتنا خفا ہو جانا بادشاہ کا وہ تو بس ایسے تھا جیسے قیامت ٹوٹ پڑی ہو تو سارے ہی لوگوں کا حال خراب ہو گیا ہو گا ان کا بھی حال خراب ہو گیا۔

معاملہ اُلٹ گیا، قریش کا نمائندہ مسلمان ہو گیا :

انھوں نے جب یہ دیکھا کہ بادشاہ کو اتنا زیادہ تأثر ہے تو پھر یہ بادشاہ کے خلاف تو نہیں جا سکتے تو انھوں نے پھر بادشاہ کو خوش کیا اور خود اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے تو یہ جو تھے شاہ حبشہ انھوں نے تو رسول اللہ ﷺ کی زیارت نہیں کی ان کی وفات ہو گئی تھی اور حضرت عمرو ابن العاصؓ صحابی ہیں۔

پہیلی :

تو اگر کوئی یہ کہے کہ ایسا صحابی کون ہے جو تابعی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہو تو وہ صرف حضرت عمرو ابن العاصؓ ہیں اور کوئی نہیں ہے۔ ان کے دل میں یہ بات جم گئی کہ جناب رسول اللہ ﷺ سچے رسول ہیں، دین بھی سچا ہے اور یہ شخص

اپنے مذہب سے واقف ہے یہ اہلِ کتاب میں سے ہے یہ وہی (شاہِ حبشہ) ہیں جن کی جناب رسول اللہ ﷺ نے نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھی۔

شاہِ حبشہ کے کچھ احوال :

یہ شاہِ حبشہ اپنے باپ کا اکلوتا لڑکا تھا اور اس کے چچا کے گیارہ لڑکے تھے تو جو ارکینِ مملکت تھے عمائدین وزراء کہہ لیا جائے یا سیکرٹری کہہ لیا جائے سیکرٹری تو یہ اب چلے ہیں اس سے پہلے تو وزراء ہی ہوتے تھے با اختیار، سیکرٹری تو ایک ''کریک'' ہو گیا وزارت کے کام میں، مددگار نہیں ہوتا بلکہ ''بریک'' لگا دیتا ہے تو اُنہوں نے یہ سوچا کہ اس بادشاہ کا تو یہ ایک ہی بیٹا ہے اگر یہ مر گیا تو پھر اس کے یہ بادشاہ ہو جائے گا اور یہ اکلوتا ہے اور اس کے بھی پتا نہیں اولاد ہو یا نہ ہو اور یہ جو بھائی ہے بادشاہ کا اس کے گیارہ لڑکے ہیں تو اس لڑکے کو بادشاہت نہ دو بلکہ اس کے جو چچا ہیں اس کو بادشاہت دے دو تو چچا کو بادشاہت دے دی اس کے گیارہ لڑکے تھے وہ گیارہ کے گیارہ اتفاق سے آوارہ نکلے بالکل نکمے بےکار اوباش۔ وہ سوچتا تھا کہ یہ ٹھیک ہو جائیں گے مگر نہیں ہوئے اور یہ جو تھے ''اصحمہ'' ان کا نام تھا ان میں بڑی اہلیت اور بڑی قابلیت تھی اور چچا کو پھر اِن ہی سے اپنی اولاد سے زیادہ محبت ہو گئی اب ایسے بھی ہو جاتا ہے اپنی اولاد کوئی لائق بننے کا اور ٹھنڈک ڈالنے کا کام ہی نہیں کرتی ہر وقت ایسی بےتکی باتیں کرتی ہے تو پھر خفگی ہوتی ہے اور بددلی ہو جاتی ہے اور بھتیجا ہے وہ سراپا اطاعت ہے اور سمجھدار ہے تو اس پر اعتماد ہو جاتا ہے تو ان عمائدین مملکت نے پھر سوچا کہ یہ اگر مر گیا تو مرتے وقت کہہ جائے گا کہ اسے بنادو بادشاہ تو پھر وہی بات ہو جائے گی جس سے بچنے کی خاطر ہم نے یہ کیا تھا کہ اسے (یعنی چچا کو) تخت پر بٹھایا تھا اب پھر یہ ہو جائے گا کہ یہ مرتے وقت پھر اُسے بٹھا جائے گا اور یہ اکلوتا ہے تو گمان یہ تھا کہ ممکن ہے اس کے ہاں اولاد نہ ہو یہ مر جائیگا تو پھر مصیبت بنے گی۔ بظاہر یہ ہے کہ ان کا سوچنا خیر خواہی کی نیت سے ہوگا یا انہی سے ان کے دلوں میں کوئی کدّ بیٹھ گئی تھی ایسی کہ ایک دفعہ تو یہ حرکت کی کہ انھیں بادشاہ بننے ہی نہیں دیا چھوٹی عمر کے بھی تو بادشاہ ہوتے ہیں کام چلاتے رہتے ہیں دوسرے لوگ اور بنائے رکھتے ہیں انھیں بادشاہ۔ ایک دفعہ تو اس وقت ان سے بُرائی کی دوسری دفعہ اب بُرائی کرنے لگے اب کے جو کی وہ تو انتہا کردی کہ انھیں اغوا کیا اور لے جا کر بیچ دیا وہاں مختلف ممالک سے لوگ پہنچا کرتے تھے غلام خریدنے کے لیے اُن لوگوں نے ان میں شامل کر لیا ان کو اور لے جا کر بیچ دیا۔ اب ادھر یہ ہوا کہ اچانک بادشاہ پر بجلی گری اور بادشاہ ختم ہو گیا اور اس کے بیٹے وہی آوارہ اوباش تو وہ ارکینِ مملکت تھے خراب آدمی لیکن اتنے خراب نہیں تھے کہ سلطنت کی تباہی کا جو حال ہو جائے گوارا ہے یہ بات نہیں تھی تو اُنھوں نے فوراً آدمی دوڑائے اور اُنھیں پکڑ کر بلوا لیا تو جس آدمی نے خریدا تھا اس نے کہا جناب ان کی قیمت تو دو مجھے تم وہ سپاہی ہوں گے کون سُنتا ہے وہ پکڑا اور لے کر

ادھر آگئے اور لاکر تخت پر بٹھادیا پھر وہ آدمی آیا جس نے ان کو خرید لیا تھا کہنے لگا کہ جناب اپنی قیمت تو آپ مجھے دے دیجیے۔ پھر انھوں نے اپنی قیمت ادا کی تو وہ کہنے لگے (عمائدین سلطنت سے) کہ یہ سلطنت تم لوگوں نے مجھے نہیں دی یہ تو خدانے مجھے دی ہے تو میں تم لوگوں کی اتنی پروانہیں کرتا اگر تمہاری طبیعت پر (میرا اسلام لانا) بوجھ ہے یا ناگواری ہے تو ہوا کرے اس کا میں ذمہ دار نہیں ہوں صحیح بات یہی ہے جو یہ (صحابہ کرام) کہہ رہے ہیں۔ اور صحیح دین یہی ہے جو اسلام میں ہے تو انھوں نے اقرار بھی کیا اسلام قبول کیا اور خیریت سے بھی رہے اُنھیں کسی نے مارا بھی نہیں ورنہ زہر دے کر مار دیتے ہیں یہ بات بھی نہیں ہوئی ٹھیک رہے اپنے وقت پر اُن کی وفات ہوئی تو اُنھوں (نجاشی) نے یہ جملہ کہا تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ وہاں تشریف فرما تھے بعد میں یہ واپس آئے ہیں تو وہ وقت وہ تھا کہ جب خیبر فتح ہو گیا تھا خیبر کے فتح ہونے کے بعد جناب رسالت مآب ﷺ کے ساتھ رہے پھر اس طرح ہوا کہ صلح حدیبیہ کے بعد جناب رسول اللہ ﷺ نے جگہ جگہ بادشاہوں کو والیانِ سلطنت کو والا نامے تحریر فرمائے ہیں مصر کے بادشاہ "مقوقس" کے نام بھی ہے جواب بھی موجود ہے اس کا فوٹو چھپا ہوا ہے۔ اسی طرح سے روم کے بادشاہ کے نام بھی بھیجا جسے روم کہتے ہیں یہ پایہ تخت ہے یہیں سے یہ (رومی) لوگ آگے بڑھے تھے۔

نمرود کی قوم فلسفی اور سائنسدان :

ہوا یہ ہے کہ نمرود تو مبتلا عذاب ہو کر مر گیا اس کی قوم بڑی فلسفی اور سائنسدان تھی سائنسی ایجادات انھوں نے بہت بہت کیں تعمیرات میں بھی اُنھوں نے بہت بڑا ملکہ حاصل کیا تھا لیکن جب اُن پر عذاب آیا ہے تو وہ سب عمارتیں تباہ ہو گئیں چودھویں پارہ میں اس کا ذکر ہے۔ **قد مکر الذین من قبلهم فاتی الله بنیانهم من القواعد فخر علیهم السقف من فوقهم واتهم العذاب من حیث لا یشعرون** عذاب جب آتا ہے تو خدا پناہ میں رکھے وہاں سے آتا ہے جہاں انسان کا گمان بھی نہیں جاتا، اُدھر سے عذاب آتا ہے جب مطمئن ہوتا ہے تب گرفت آجاتی ہے سمجھتا ہے اب کچھ نہیں ہو سکتا بالکل ٹھیک ہوں اُسی وقت گرفت آجاتی ہے تو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ تو وہ لوگ سائنس دان تھے اُنھوں نے عجیب عجیب چیزیں ایجاد کر رکھی تھیں جو عام سمجھ میں نہیں آسکتی تھیں جیسے کہ اگر کوئی آدمی شہر کے دروازہ پر آتا تو گھنٹیاں بجنی شروع ہو جاتی تھیں شہر میں تو سارے لوگ ہوشیار ہو جاتے تھے کہ کوئی آیا ہے کوئی خطرناک چیز ایسی پیش آئی ہے گویا اُنھوں نے ایسا کنکشن دے رکھا تھا یہاں سے کہ جو آدمی یہاں کھڑا ہو تو گھنٹی بجتی ہے اب وہ گھنٹیاں بجتی تھی تو لوگ سمجھتے تھے کہ کوئی جادو ہے تو اُس کا نام "طلسم" رکھ دیتے تھے تو یہ سب سائنسی چیزیں تھیں پھر ایک دور آیا ایسا کہ ان لوگوں نے عروج پکڑا اور یہ پھیلتے پھیلتے یہاں عراق سے شروع ہوئے اور ترکی کا علاقہ بھی انھوں نے فتح کر لیا شام کا علاقہ بھی فتح کر لیا

سب علاقے ان کے زیرنگیں آگئے اور پھر آگے بڑھے یورپ میں بھی اٹلی کی طرف۔

رُومیوں کے احوال :

لیکن اتنے میں ایک عیسائی بادشاہ نے ان کے مقابلے کے لیے تیاری کی اور پھر اُس نے مقابلے میں جیتنا شروع کردیا، جیتے جیتے وہ اتنا بڑھا کہ ترکی کا سارا علاقہ لے لیا فلسطین ہے اُردن ہے لبنان ہے شام ہے سارے علاقے پر اس کا قبضہ ہوگیا تو پانچ سو سات سال ان لوگوں کی حکومت رہی اور ان میں چالیس بادشاہ گزرے ہیں حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ لوگ نکلے ہیں پھر انھوں نے قسطنطنیہ میں دارالخلافہ بنایا ہے تو یہ رومی کہلاتے ہیں ان کا بادشاہ جو تھا ''ہرقل'' اُس کے نام بھی جناب رسول اللہ ﷺ نے والا نامہ تحریر فرمایا وہ عیسائی تھا اُس نے اسلام قبول نہیں کیا تعریف ضرور کرتا رہا ہے حد سے زیادہ تعریف کی ہے اُس نے یعنی وہ پوری طرح جانتا تھا کہ یہ خدا کے رسول ہیں مانتا نہیں تھا تو اسلام جو نام ہے وہ صرف جاننے کا نہیں ہے بلکہ اسلام مکمل ہوتا ہے ماننے پر کہ آدمی اُسے مانے بھی اس کا نام ہے ''اقرار'' کہ اقرار کرے اسلام کے بڑے ہونے کا یہ ضروری ہے یہ نہیں کیا اُس نے۔

ایرانیوں کے احوال :

اور ایک ''کسریٰ'' تھا یعنی اعراق کا اور ایران کا بادشاہ اس کے نام والا نامہ تحریر فرمایا وہ بدبخت اتنا مست تھا کہ اُس نے والا نامہ چاک کردیا اور سفیر کے ساتھ جسے بھیجا گیا تھا بُرا سلوک کیا تو قاصد کے ساتھ بُرا سلوک کرنا بہت بُری بات ہے اور یہ پہلے بھی بُری بات تھی اور آج بھی بُری بات ہے۔ یہ جو سفیر ہوتے ہیں ان میں سے کسی کے ساتھ بدسلوکی کی جائے تو سفیر کہے گا میں جا رہا ہوں اور دونوں ملکوں کے تعلقات خراب ہوجائیں گے اور تعلقات ٹھیک ہوتے ہیں تو سفیر آتا ہے ورنہ سفیر ہی نہیں آتا۔

یہ اعلانِ جنگ تھا :

اور اس طرح کا معاملہ کرنا کہ اُس نے گرامی نامہ چاک کردیا یہ تو گویا ایک انتہا درجہ کی گستاخی ہے اور اعلانِ جنگ ہوگیا اور اُنھوں نے یہ ایسی بدتمیزی کی تھی کہ ان کو پھر سبق سکھانا ضروری ہوگیا تھا اُس زمانے کے رواج کے مطابق بھی اور آج کے مطابق بھی یہی ہے جہاں ایسی چیزیں ہوتی ہیں تو آج بھی اس پر کارروائی ہوتی ہے۔

موجودہ رواج اور مثال :

یہ ویت نام نے جب زیادہ گڑبڑ کی تھی تو چین نے ان کے جو سرحدی چار پانچ ضلعے تھے سارے ضلعوں کو توڑ

چھوڑ کر بیکار کر دیا کہ اب انھیں بناتے رہو۔ یہاں سے تم زیادتی کرنے کے لیے ہمارے پاس آتے ہو تو سرحدی چار پانچ ضلعے جو تھے ان کو ختم کر دیا جیسے ہمارے یہ ضلعے ہیں کتنے ضلعے بنتے ہیں ڈیرا اسماعیل خان ہے کوہاٹ ہے بنوں ہے پشاور ہے مردان ہے ہزارہ یہ سارا علاقہ بنتا ہے یہ چھ ضلعے بنتے ہیں اسی طرح اس نے اس کی جو سرحد بنتی تھی وہ پانچ ضلعے وہ سب تباہ کر دیئے اور پھر اپنی فوجیں واپس نکال لیں تو طرح طرح کے طریقے چلے آئے ہیں۔

مسلمانوں پر اُدھار :

تو مسلمانوں کے ذمہ یہ اُدھار بن گیا کہ اپنے رسول ﷺ کی اہانت کا بدلہ لیں کیونکہ انھوں نے گویا جنگ چھیڑ دی تھی۔

عیسائیوں کی جانب سے لڑائی میں پہل :

اس طرح سے جب ہرقل کے ہاں والا نامہ پہنچا ہے تو اس نے بڑی تعریف کی لیکن لوگ نہیں مانے۔ ان کا ایک آدمی بھی نہیں تھا جو یہ مان جائے کہ اسلام کو مان لو۔ رسول اللہ ﷺ کو مان لو سب کے سب خلاف تھے تو پھر بادشاہ نے ارادہ کیا دوسری تدبیریں کیں جو بادشاہوں کی ہوا کرتی ہیں کہ ان (مسلمانوں) کو آگے بڑھنے ہی نہ دو کچلو انھیں تو اس نے پھر یہ تدبیر کی کہ ایک لشکر بھیج دیا مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے چھیڑ چھاڑ کے لیے تو مسلمانوں کو اچانک اطلاع ملی کہ رومیوں کی طرف سے ایک لشکر آرہا ہے اب روم تو بہت بڑی طاقت تھی جیسے کہ روس ہے یا امریکہ ہے ایسے ہی اُس زمانہ میں روم یا ایران یہی دو بڑی طاقتیں تھیں۔ ایک لڑائی ہوئی تو ایرانیوں نے اُن کا علاقہ چھین لیا پھر انھوں نے تیاری کی نو سال بعد جا کر اس قابل ہوئے کہ اپنا علاقہ ایرانیوں سے واپس لیا۔ قرآن پاک میں ہے۔ **غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین.** (سورہ روم پارہ ۲۱ رکوع ۴) یہ قرآن پاک میں گویا آئندہ کی پیشن گوئی تھی کہ ایسے ہوگا غالب آجائیں گے یہ (رومی) لوگ لیکن تیاری کرنی پڑی تو دو ہی طاقتیں تھیں بہت بڑی بڑی جیسے آج دو طاقتیں بنی ہوئی ہیں تو ان میں ایک بڑی طاقت کا ایک لشکر گویا وہاں (موتہ) آرہا تھا۔

سپر طاقت اور حضرت جعفرؓ :

وہاں جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ایک تھے حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ ان کو بھیجا اور ایک تھے جناب رسول اللہ ﷺ کے چہیتے خادم حضرت زید رضی اللہ عنہ ان کو بھیجا، ان تین کو بھیجا اور فرمایا کہ اگر ایسے ہو جائے کہ یہ نہ رہیں اور شہید ہو جائیں تو پھر یہ اور یہ شہید ہو جائیں تو پھر یہ اور یہ شہید ہو جائیں تو پھر یہ۔

لڑائی کا ضابطہ :

اس زمانہ میں لڑائی کا دستور یہ تھا کہ جو سردار ہوتا تھا وہ جھنڈا لیتا تھا یا سردار اپنے آدمیوں میں جس کو بڑا بہادر سمجھتا تھا اُسے جھنڈا دیا کرتا تھا اور نہ خود سردار جھنڈا اُٹھاتا تھا جیسے جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مثلاً کبھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی جھنڈا اُٹھایا کرتے تھے بجائے رسول اللہ ﷺ کے تو جو سردار تھا وہ جھنڈا بھی اُٹھایا کرتا تھا اور پھر جہاں جھنڈا ہوتا تھا وہاں حملہ خوب ہوتا تھا کیونکہ یہ علامت ہوتی تھی جھنڈا کہ وہ ابھی تک قائم ہیں اور جھنڈا گرنا علامت ہوتی تھی کہ اب وہ ختم ہو گئے ہیں اب اُنھیں شکست ہو گئی ہے تو جھنڈے کے لیے تو زبردست کھینچا تانی ہوتی تھی تو ان رُومیوں کی تعداد بہت تھی اور مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی اور جھنڈا گرنے کے بعد جو لڑنے والے ہوتے تھے وہ بھی یہی سمجھتے تھے کہ ہمیں شکست ہو گئی ہے ان کے بھی حوصلے پست ہو جاتے تھے اس لیے جھنڈا پکڑنے والا اپنی پوری قوت صرف کرتا تھا کہ میں جھنڈا پکڑے رہوں۔

حضرت جعفرؓ کی بہادری :

تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا جب نمبر آیا تو ان پر حملہ کرنے والوں نے حملہ کیا تو ان کا ایک ہاتھ کاٹ دیا تو انھوں نے پھر اپنے بائیں ہاتھ میں جھنڈا پکڑ لیا پھر جب وہ بھی کٹ گیا تو کٹے ہوئے ہاتھوں سے پکڑ لیا اب ان پر بارش ہوئی تیروں کی تلواروں کی نیزوں کی تو ان کے جسم کا سامنے کا حصہ جو تھا وہ تو پہچاننے کے قابل بھی نہیں رہا کیونکہ اُس پر تو نوے کے قریب زخم تھے جب نوے کے قریب زخم ہوں تو پھر وہ پہچاننے کے قابل بھی نہیں رہتا لیکن سب آگے تھے پُشت پر کوئی نہ تھا پھر لڑائی بند ہو گئی اُس دن وقت ختم ہو گیا تھا۔

حضرت خالدؓ کی حکمت عملی :

اگلے دن لڑائی شروع ہوئی تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے لشکر کو ترتیب دیا اس طرح کہ وہ دُور کھڑے ہوں کہ اگلی صف میں جہاں آدمی نہیں ہیں پچھلی صف میں وہاں آدمی کھڑا ہو تو لشکر دوگنا لگنے لگا ایک تو ان پر یہ اثر پڑا کہ لشکر معلوم ہوتا تھا انھیں کہ دوگنا ہو گیا ہے معلوم ہوتا تھا کہ رات رات میں ان کے پاس مدد پہنچی ہے تو اسی سے ان کے حوصلے پست ہونے شروع گئے پھر خدا نے کیا انھیں کامیابی ہو گئی۔ جناب رسول اللہ ﷺ یہاں بتلا رہے تھے کہ دیکھو یہ ہو رہا ہے یہ ہو رہا ہے اور فلاں شہید ہو گئے فلاں شہید ہو گئے تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں آقائے نامدار ﷺ نے بتلایا کہ انھوں نے خدا کے لیے اتنی بڑی قربانی دی کہ ایک ہاتھ کٹ گیا تو دوسرے ہاتھ میں اسلام کا جھنڈا لے لیا دوسرا کٹ گیا تو دونوں ٹُنڈے ہاتھوں سے پکڑے رہے اور زخمی ہوتے رہے اور اپنے آپ کو بچا ہی نہیں سکتے تھے وہ مارتے

رہے اور زخم لگتے رہے اور جھنڈا نہیں چھوڑا۔

حضرت جعفرؓ اور خدائی انعام :

تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے دونوں ہاتھوں کے بدلے ایک مزید چیز عنایت فرمادی وہ ''پر'' عنایت بھی فرمادیئے تو ان پروں سے جیسے جہاز کے ذریعے سفر کیا جاتا ہے ویسے یہ پروں کے ذریعے جاسکتے ہیں اور ان کی روح کو اجازت ہے کہ وہ جنت میں چلی جائے جیسے شہدا کی ارواح کو اجازت ہوتی ہے کہ اُن کی رُوحیں جنت میں جاسکتی ہیں اور وہاں کا رزق بھی حاصل کرسکتی ہیں کھا پی بھی سکتی ہیں رُوحانی چیزیں ہیں غذائیں بھی رُوحانی ہیں مادیت سے پاک ہیں وہ غذائیں لیکن جسم سمیت داخلہ ابھی نہیں جسم سمیت داخلہ وہ قیامت کے بعد ہوگا بغیر جسم کے رُوح کا داخل ہونا ثابت ہے اور اُن کا جو ٹھکانہ اور مستقر بتایا گیا وہ قندیل ہیں عرشِ الٰہی کے نیچے اُن میں ان کا ٹھکانا ہے۔

حضرت جعفرؓ کا لقب :

تو آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا میں نے جعفرؓ کو دیکھا ہے کہ وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ اُڑتے ہیں جیسے وہ ویسے ہی ہیں اس طرح سے خدا نے اُن کو بڑا درجہ دیا ہے تو ان کے نام کے ساتھ ہی لفظ ''طَیَّار'' لگ گیا طَیَّار کے معنٰی اُڑنے والا ہوائی جہاز کو بھی طیارہ کہتے ہیں۔

مسکینوں کے غم گُسار :

آقائے نامدار ﷺ ان کی عادات کی وجہ سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ ''ابوالمساکین'' ہیں مسکینوں کے باپ یا مسکینوں کے سرپرست یا مسکینوں والے۔ ''اَبُ'' کا لفظ والے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ''ابوالمساکین'' مسکینوں والے ابوالمساکین کنیت ہوگئی، مسکینوں کے لیے ایسے ہوگئے جیسے باپ ہوتا ہے تو یہ ان کی عادات تھیں اور یہ رشتہ تھا جناب رسول اللہ ﷺ سے پھر یہ کارنامہ ہوا جو اُنھوں نے انجام دیا بہادری کا جس کی مثالیں ہی کم ملتی ہیں۔ اتنی بڑی بہادری اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزا ہے کہ ابھی سے ان کی وہ کیفیت نہیں ہے جیسی عام مُردوں کی ہوتی ہے کہ وہ سوئے ہوئے ہیں صالح نیک لوگ جو ہیں ان کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ وہ سوگئے ہیں اور سونے کے بعد پتا نہیں چلتا جب صبح ہوتی ہے تو پتا چلتا ہے اور پتا ہی نہیں چلتا کہ کتنا وقت گزرا تو اسی طریقہ پر میت کو بھی پتا نہیں چلتا کہ کتنا وقت گزرا یہاں تک کہ قیامت آجاتی ہے مگر ان کا یہ حال نہیں ہے اس سے بہتر حال ہے انھیں پتا چلتا ہے وہ وہاں باشعور ہیں اُڑ رہے ہیں چل رہے ہیں پھر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ درجات عطا فرمائے اور یہ سب اسلام کی خدمت کی وجہ سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب سے اسلام کی خدمت لے اور ان حضرات کا ساتھ عطا فرمائے آمین۔